

مطبوعاتِ ادارہ

چند تبصرے

مستشفہ مولانا محمد صلیف صاحب ندوی، مفسر ابن خلدون، فلسفہ تاریخ کے بانی ہیں۔ یورپ کے ارباب علم نے انکے فکروں کو
افکار ابن خلدون تدریجاً فلسفہ سے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا ہے اور انکے مقدمہ تاریخ کی بہت زیادہ چھلانگیں لگی گئی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب مقدمہ
 ابن خلدون کا خلاصہ بھی ہے اور اس پر ایک مثل اور بصیرت افزو تبصرہ بھی۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ نے یہ کتاب شائع کر کے پہلی بار ابن خلدون کے فلسفہ تاریخ
 سے عوام کو روشناس کرنے کا موقع فراہم کیا ہے بشرطیکہ اس کتاب کی ایک مکمل فہرست جس کے مطالعہ سے مقدمہ کتاب کے مضامین کا تلاش کرنا بہت آسان
 ہو جاتا ہے، فہرست کے بعد مقدمہ پر مقدمہ کے سببوں اصل کتاب کے مضامین پر سیر حاصل کر کے لگائی ہے یورپ کے ارباب علم نے مقدمہ ابن خلدون پر جن خیالات کا اظہار کیا
 ہے اسکا جائزہ بھی جابجا لیا گیا ہے اور پھر بتایا گیا ہے کہ ابن خلدون نے علمی مراحل کس طرح طے کئے اور انہیں سخت کرٹے، اہم افانوں سے کس طرح گزرا، پڑا، لکھی
 تاریخ نگاری کی خصوصیات کیا ہیں انکے فلسفہ تاریخ نے بعد کی تاریخوں پر کیا اثرات چھوڑے، بعض تاریخ دان واقعات پر ابن خلدون نے اعتراض بھی کئے، بعض سماجی
 تاریخ اور انسانی واقعات پر ابن خلدون کی گرفت و واقعات کی جانچ کے طریقے، تاریخ میں تعریف کے اسباب، عمرانیات کی تنظیم میں ابن خلدون کا حصہ، سوسائٹی کے
 داخلی اور خارجی مزاج پر ابن خلدون کے خیالات، تاریخ نویسی میں تصبا کی جو برہمنلو تو سوں کی نفسیات ارتقائے اسباب، رسوم و رواج کی حقیقت، اسکے بعد
 مرتبے مقدمہ ابن خلدون کے مطالعہ کا خلاصہ پیش کیا ہے جسے ترجمہ نہیں کہا جا سکتا لیکن کوئی مضمون ایسا نہیں ہے جس کا اس کتاب سے تعلق نہ ہو اور جو جب
 آپ اصل کتاب کی طرف آئیے تو آپ کو محسوس ہوگا کہ ابن خلدون نے علوم کے تمام شعبوں پر سیر حاصل کرنا کی ہے عمرانیات، نفسیات، انسانیت، سیاسیات،
 فرائض، تفسیر، حدیث، فقہ، علم کلام، تصوف، غرض کوئی علم چھوڑنے نہیں پایا ہے اور وہ ہمیشہ تو دیکھنے کے قابل ہیں جنہیں سوسائٹی کی انقلابی اور فہمی حالتوں
 کیلئے ماحول کو موثر اور محرک گردانا گیا ہے۔ کتاب اس قابل ہے کہ ہر کتابخانہ میں اس کا نسخہ موجود ہے۔ قیمت تین روپے (دفعہ نامہ جمعیت۔ دہلی)

طالعرب (مترجم جناب علیم سید علی احمد صاحب نیر واسطی) عربوں نے دوسری قوموں کے جن علوم کو اپنا کرتا ہی ہے،
 ان میں ایک طب بھی ہے، انہوں نے اس کو مصر، یونان اور ایران و ہندوستان سے لیا اور اپنی تحقیقات و
 تجربات کے ذریعہ اس کی ہر شاخ اور ہر شعبہ کو درجہ کمال تک پہنچا دیا۔ اعلان ہی کے ذریعہ فن طب یورپ پہنچا اور ممالک مغربی کی طبی
 کتابوں کے وطنی ترجمے صدیوں تک یورپ کی یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل رہے، اس طرح طب جدید کی بنیاد و حقیقت مسلمانوں
 ہی کی طب ہے، پروفیسر ڈورڈ براؤن جن کو اسلامی علوم و فنون سے خاص دلچسپی ہے، لندن کے رائل کالج آف فزیشنریز کی دعوت
 پر عربی طب پر پاپر لیکچر دیئے تھے، جو بعد میں عربی میڈیسن کے نام سے کتابی شکل میں شائع کئے گئے، طب العربی اسی کا اردو ترجمہ ہے، اس
 میں عربی طب کی مختصر تاریخ، طب کے پانے اسکولوں، ان سے عربوں کے استفادہ، طب میں انکی تحقیقات و تجربات اور اس کی مختلف شاخوں میں ان
 کی ترقیوں مسلمان اہلکارانکے کارناموں، انکی تصانیف اور انکے لاطینی تراجم سے یورپ کے استفادہ وغیرہ، مختلف پہلوؤں سے عربوں کے طبی کارناموں
 پر تحقیقی نگاہ ڈالی گئی ہے، جس سے اس فن میں مسلمانوں کی ترقی کا اجمالی اندازہ ہو جاتا ہے، لایق ترجمہ نے صنعت کے اجمالی بیانات کی تشریح اور انکے
 بعض خیالات کی تنقید و تردید میں جو خاموشی و احتیاط لکھے ہیں، وہ جگے جگے خود مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتے ہیں، اور انکی اس کتاب کی تلافی و قیمت میں